

گلشن جناح کے اس گوشہ یعنی پھولوں کے شہر پشاور کے اس خوبصورت ایوان میں موجود مہکتی کلیوں، بکھرے ہوئے پھولوں، اس چمن کو پانی دینے والے منتظمین اور جنہوں نے آج اس محفل میں بادلوں کے جیسا اپنا سایہ کیا ہے میری مراد صدر محترم اور تمام حاضرین و ناظرین کو حسن زیب جدون کا سلام عام پہنچے۔

آج مجھے جس موضوع پر لب کشادہ کر کے قیل و قال کا موقع ملا ہے اس کا عنوان ہے  
**"کبھی قاضی نہیں ملتے کبھی قاتل نہیں ملتے"**

لٹھے والوں کا مددگار نہیں ہے کوئی اس قبیلے کا بھی سردار نہیں ہے کوئی

میں وہ محبوب تمنا ہوں کہ جس کی خاطر بری بستی میں ازادار نہیں ہے

تب ہی مجھ کو اس بات سے آتا ہے بہت خوف یہاں سب فرشتے ہیں گناہگار نہیں ہے کوئی

آئیے آپ کو کمرہ عدالت کی طرف لیے جاتے ہیں کمرہ عدالت میں موجودہ قاضی کی طرف سے گمشدہ قاتل کے متعلق فیصلہ آنے والا ہے ذرا غور سے سنیے گا!

عدالت کی سنوائی ختم ہوئی چاہتی ہے تمام جھوٹے ثبوتوں اور جھوٹے گواہوں کے بیان کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ عدالت اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ مقتول ناظم جوکھیو کی بیوی کو کاغذ کے چند ٹکڑے ادا کرنے پر اور قاتل کو 20 لاکھ روپے کے مچلکے عدالت کے حق میں جمع کروانے پر مفرور قاتل کو باعزت بری کیا جاتا ہے۔ یہ عدالت انصاف کے اندھے متلاشی اور ان کے ہاتھ میں لٹکتے ترازو پر کفن ڈال کر ہمیشہ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے کہ

یہ ملک اپنا ہے اور اس ملک کی سرکار اپنی ہے  
ملی ہے نوکری جب سے بغاوت چھوڑ دی ہم نے  
گناہگاروں میں شامل مددعی بھی اور ملزم بھی  
تیرا انصاف دیکھا اور عدالت چھوڑ دی ہم نے۔

مظلوم صداؤں کا نصیب بیٹیوں کے نصیب سے بھی بدتر ہوتا ہے ذی وقار! اور وقت اصل جب انہیں گمشدہ قاضی نہیں ملتا تو یہ زبان کی کوکھ میں ہی مر جاتی ہیں۔

کبھی اجتماعی زیادتی کا کلنک لیے یہ صدائیں عدالت زنا کے قاضی کو تلاش کرتی ہیں  
مگر قاضی منہ میں دھواں ڈال کر صم بکم عمی فہم لا یرجعون کی عملی مثال پیش کر رہے ہوتے ہیں  
کبھی عدالتوں کے چکر کاٹتے کاٹتے نقیب اللہ محصور کا باپ مٹی ہو جاتا ہے مگر آنسو بہاتے لوگوں کو قاتلہ اور قاضی نہیں ملتے۔

المیہ تو یہ ہے کہ یہاں مجرموں کی جانب سے قیامت سے پہلے قیامت برپا کی جاتی ہے  
مگر قاضی اور ان کا انصاف دھنیا/ستو/بھنگ پی کر سو رہے ہوتے ہیں۔

اس ملک کے قاضیوں اور قاتلوں کو دیکھ کر مقتول صرف یہی جملے کہہ سکتے ہیں کہ مقدمہ میرا مگر فیصلہ تمہارے نام کا کہ

"میں پوچھنے لگا ہوں سبب اپنے قتل کا میں حد سے بڑھ گیا ہوں مجھے مار دی جیے  
یہ ظلم ہے کہ ظلم کو کہتا ہوں صاف ظلم کیا ظلم کر رہا ہوں مجھے مار دی جیے  
پھر اس کے بعد شہر میں ناچے گا ہو کا شور میں آخری صدا ہوں مجھے مار دی جیے"

یہاں قاتلوں کے سروں پے ایسے پیر مرشد کا ہاتھ ہوتا ہے کہ ان کے بس میں ہو تو باعزت بری ہونے کے بعد فوراً ہی ان کے چرنوں میں جا گریں اور پکاریں کاش آپ ہمارے والد ہوتے۔

یہاں یتیموں کے سروں کی قسمیں کھا کر ایوانوں میں انصاف کے وعدے تو کیے جاتے ہیں مگر پاکستانیوں کے لیے وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو جائے اور یتیموں کو ان کے باپ کا قاتل مل جائے۔

مقتولین کو کٹھروں میں کھڑے یہاں ایک زمانہ گزر جاتا ہے مگر قاتل نہیں ملتا کہ

کبھی زمیں نہیں ملتی کبھی آسمان نہیں ملتا

اگر یہ مل بھی جائیں تو پیشوا نہیں ملتا

یہ وہ میخانہ ہے کہ جس میں

کوئی شرابی نہیں ملتا

انصاف کی تو حالت مت پوچھو مجھ سے یارو

یہاں کبھی قاضی نہیں ملتا کبھی قاتل نہیں ملتا۔

مولا حسین کا قول ہے کہ اپنے ضمیر کی عدالت میں ضرور جایا کرو کیونکہ وہاں کبھی غلط فیصلے نہیں ہوتے میرا پاکستانیوں کو مشورہ ہے کہ اپنے ضمیر کی عدالت میں ضرور جائیں کیونکہ جب ضمیر کی عدالت میں جائیں گے تو قاضی بھی ملے گا، قاتل بھی ملے گا اور انصاف بھی ملے گا۔ (6 Minutes consumed)

جب بھی قاضی اور قاتل گم ہوئے ہیں تو غازیوں نے انصاف کیا ہے صدر عالی وقار! چاہے وہ کچھ سال پہلے پشاور ہائی کورٹ میں غازی ممتاز قادری کا انصاف کرنا ہو یا غازی علم الدین کا (غازی انصاف کیا کرتے ہیں)<sup>2</sup>